از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:18اپریل1958

مدھاوراؤنارائن راؤپٹوردھن

بنام

رام کرشن گووندبھانوودیگراں

(منسلک اپیل کے ساتھ)

(بی پی سنہا، جعفرامام اور سبّاراؤ جسٹس صاحبان)

حدبندی-مالیت جائداد کے بغیر مقدمہ دائر کیا گیا-مدعی نے اپنا مقدمہ واپس لینے کیلئے بغرضِ موزون عدالت میں پیش کرنے کے لئے درخواست دائر کی-حدبندی کی مدت کا حساب-اصل عدالت میں زیر التواء کے وقت کی کٹوتی-بارِ ثبوت-نیک نیتی-مستعدی سے کام -جنرل کلاز ایکٹ 1897۔(X)،سال 1897)، دفعہ 3 (20)-انڈین لمیٹیشن ایکٹ، 1908 (IX)،سال 1908)،دفعات2(7)،14.

جہاں مدعی نے 31 جنوری 1929 کو منصف کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا، لیکن دائرہ اختیار کے مقاصد کے لیے جائیدادوں کی قیمت ظاہر کیے بغیر،اور 21جون 1940 کواس کی طرف سے کی گئی درخواست پر، جس میں یہ نشاندہی کی گئی تھی کہ عدالت کے پاس مقدمے کی سماعت کے لیے کوئی مالی دائرہ اختیار نہیں ہے، عدالت نے درخواست کو اجازت دے دی جس میں مدعی کو مناسب عدالت میں پیش کرنے کے لیے واپس کرنے کی ہدایت کی گئی تھی،اور یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا مدعی 31 جنوری 1929 کے درمیان کے وقت کی کٹوتی کا حقدار ہے، جب مقدمہ اصل میں 4 جولائی1940 کودائر کیا گیا تھا،جب ضلع جج کی عدالت میں شکایت کی نمائندگی کی گئی تھی:

قرار پایا گیا، کہ مقدمہ کوایکٹ کی دفعہ 14 کے اندر لانے کے لیے تمام ضروری شرائط کو پورا کرنے کا بار مدعی پر ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فوری مقدمے میں یہ ثابت نہیں ہوا کہ مقدمہ، جب کہ یہ اصل میں زیر التواء تھا، مناسب مستعدی اور نیک نیتی کے ساتھ مقدمہ چلایا گیا تھا، اور اس لیے مدعی کو دفعہ کے فائدے کا حقدار نہیں ٹھہرایا گیا تھا۔

یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ مقدمے کی سماعت "نیک نیتی" کے ساتھ کی گئی تھی، مدعی کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اس نے ایسا مناسب احتیاط اور توجہ کے ساتھ کیا تھا جیسا کہ انڈین لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 2(7) میں بیان کیا گیا ہے نہ کہ جنرل کلاز ایکٹ 1897 کی دفعہ 3(20) میں۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 287 اور 288، سال 1955۔

30 نومبر 1951 کو بمبئی عدالت عالیہ کے فیصلے اور ڈگری سے اپیل نمبر 104، سال 1950 میں اصل ڈگری سے، جو 12 دسمبر 1945 کو ڈسٹرکٹ جج مراج کی عدالت کے فیصلے اور ڈگری سے پیدا ہوتی ہے، مقدمہ نمبر 2، سال 1940 میں،

اے وی وشوناتھ شاستری، جی اے دیسائی اور نونیت لال سی اے نمبر 287، سال 1955 میں اپیل کنندہ کے لیے اور سی اے نمبر 288، سال 1955 میں مدعا علیہ نمبر 6 کے لیے۔

ایچ این سنیل، بھارت کے ایڈیشنل سالیسیٹر جنرل، کے ایل ہاتھی اور آر ایچ دھیبر، سی اے نمبر 288، سال 1955 میں اپیل کنندہ کی طرف سے اور سی اے نمبر 287، سال 1955 میں مدعا علیہ نمبر 2 کی طرف سے۔

دونوں اپیلوں میں مدعا علیہ نمبر 1 کے لیے پرشوتم تریکمداس، جے بی داداچنجی، ایس این اینڈلے اور رامیشور ناتھ۔

18.1958 اپریل۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ جسٹس سنہا نے دیا۔

جسٹس سنہا:- ان دونوں اپیلوں کو 30 نومبر 1951 کے فیصلے اور ڈگری کے خلاف ہدایت دی گئی ہے، جو بمبئی میں بااختیار عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ نے منظور کیا تھا، جس میں میراامیں ڈسٹرکٹ جج کے مقدمات کو الٹ دیا گیا تھا، جس میں مدعی کے ملکیت کے مقدمے کو مسترد کر دیا گیا تھا۔ دیوانی مقدمہ نمبر 2، سال 1940 میں جائیدادِ متداعیہ کے سلسلے میں منافع۔ دیوانی اپیل نمبر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

287، سال 1955، اضافی مدعا علیہ نمبر 7 کی جانب سے ہے، اور دیوانی اپیل نمبر 288، سال 1955، اضافی مدعا علیہ نمبر 6-ریاست بمبئی کی جانب سے ہے جواب اصل پہلے مدعا علیہ-مراج ریاست (جواب ریاست بمبئی میں ضم ہو چکی ہے) کی نمائندگی کرتی ہے۔

ہم نے جو نظریہ اختیار کیا ہے، جیسا کہ فی الحال حد بندی کے سوال پر ظاہر ہو گا، فریقین کی استدعا یا نچلی عدالتوں کے فیصلوں کی خوبیوں کو کسی بھی تفصیل سے بیان کرنا ضروری نہیں ہے۔ان اپیلوں کے مقاصد کے لیے، صرف یہ بتانا ضروری ہے کہ مدعی مدعا علیہ جو عدالت عالیہ میں اپیل کنندہ تھا، نے 31 جنوری 1929 کو، حدود کے آخری دن، مراج میں منصف کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا تھا۔ یہ مقدمہ اس عدالت میں اصل مقدمہ نمبر 724، سال 1930 کے طور پر درج کیا گیا تھا۔ مدعی نے شکایت میں مالگاؤں اور تکلی کی زمینوں کے حوالے سے قبضہ اور مساوی منافع کے لیے اس بنیاد پر درخواست کی کہ اس وقت کی ریاست مراج نے 1910 میں ریاستی شیری کھاٹا کے حصے کے طور پر ان زمینوں کو غلط طریقے سے دوبارہ شروع کیا تھا، جس کی تحقیقات کے بعد 31 جولائی 1915 کو ایسی زمینوں کے طور پر درج کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اور اس عرصے کے دوران اس کا فائدہ ریاست کے خاص کھاٹا کو مختص کیا جائے۔ مدعی نے ریاست مراج کو پہلے مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا۔ مدعا علیہان 2 اور 3 مدعی کے بھائی ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مدعی کے حق میں مقدمے کی جائیدادوں میں اپنی دلچسپی ترک کر دی ہے۔ مدعا علیہان 4 سے 7 کا تعلق نرسو کے خاندان سے ہے جو 1910 میں اپنی موت تک مقدمے کی جائیدادوں کے حوالے سے درج تھا، لیکن وہ پیش نہیں ہوئے اور مدعی کے دعوے کا مقابلہ نہیں کیا۔اس مقدمے کی قیمت 2,065 روپے تھی، جو عدالتی فیس کے مقاصد کے لیے متدعویہ زمینوں پر ہونے والی تخمینہ کاری سے 5 گنا زیادہ تھی۔ دعوی کی گئی جائیدادوں کی قیمت کے حوالے سے دائرہ اختیار کے مقاصد کے لیے شکایت میں کوئی تشخیص نہیں کی گئی تھی۔ اسی طرح کا مقدمہ مدعی کی طرف سے اسی عدالت میں ٹکونی نامی دوسرے گاؤں کی زمینوں کے حوالے سے دائر کیا گیا تھا۔ یہ مقدمہ مراج میں منصف کی عدالت میں اصل مقدمہ نمبر 443، سال 1928 کے طور پر درج کیا گیا تھا، اور ہم اس مقدمے کو ٹکونی مقدمہ کہیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مقدمے اس عدالت میں 29 نومبر 1939 تک بہت آرام سے جاری رہے، جب تک کہ ٹکونی کا مقدمہ خارج نہیں ہو گیا۔اس مقدمے کو خارج کرنے کے بعد، مدعی نے 21 جون 1940 کو ایک درخواست دائر کی، جس میں عدالت کی توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی گئی کہ مقدمے کے موضوع کی قیمت کا ذکر شکایت میں نہیں کیا گیا تھا، اور یہ کہ، اعتدال پسند تشخیص پر،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

متدعویہ زمین کی قیمت "کم از کم 8 سے 10 ہزار روپے سے کم" نہیں ہونی چاہیے، اور اس لیے عدالت کے پاس مقدمے کی سماعت کے لیے کوئی مالیاتی اختیارِ سماعت نہیں تھا۔ عدالت نے درخواست کی اجازت دی اور 4 جولائی 1940 کو مناسب عدالت میں پیش کرنے کے لیے شکایت کو واپس کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے مطابق اسی تاریخ کو مراج میں ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں شکایت کی نمائندگی کی گئی، اور اسی کو مقدمہ نمبر 2، سال 1940 کے طور پر شمار کیا گیا۔

اصل پہلے مدعاعلیہ نے صرف متعدد بنیادوں پر مقدمے کا مقابلہ کیا، جس میں حد بندی کی درخواست بھی شامل ہے۔ 27 اکتوبر 1942 کی تاریخ کی ایک درخواست کے ذریعے مدعاعلیہ نے عدالت کے نوٹس میں لایا کہ مدعی کو اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ مقدمے کے موضوع کی قیمت منصف کی عدالت کے دائرہ اختیار کی رقم سے کہیں زیادہ ہے، مذکورہ عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ مدعی کا مذکورہ عمل بالکل بھی 'مخلصانہ' نہیں تھا۔................ حدود وغیرہ کے حوالے سے سہولیات جن کا ایک 'حقیقی' مدعی حقدار ہوگا، اس لیے مدعی کو فراہم نہیں کی جاسکتی ہیں۔

ثبوت ریکارڈ کرنے اور فریقین کو سننے کے بعد، فاضل ضلعی جج نے 12 دسمبر 1945 کو اپنے فیصلے اور ڈگری کے ذریعے مقدمے کو اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا۔ شکست خوردہ مدعی کی اپیل پر، اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران، ریاست بمبئی کو چھٹے مدعاعلیہ کے طور پر شامل کیا گیا، اور مراج کے یوراج، مراج کے راجہ صاحب کے بیٹے مادھوراؤ نارائن راؤ کو ساتویں مدعاعلیہ کے طور پر شامل کیا گیا، کیونکہ مراج نے اپنے حق میں گرانٹ کی وجہ سے متدعویہ جائیدادوں میں سود حاصل کیا تھا۔ یہ اپیل بالآخر بمبئی عدالت عالیہ میں پہلی اپیل نمبر 104، سال 1950 کے طور پر درج کی گئی۔ اس عدالت کے ایک ڈویژن بنچ نے اپنے 30 نومبر 1951 کے فیصلے اور ڈگری کے ذریعے اپیل کی اجازت دی اور پہلے اور ساتویں مدعاعلیہان کے خلاف اخراجات کے ساتھ مقدمے کو منظور کر لیا۔ جواب دہندگان 6 اور 7 نے اس عدالت میں اپیل میں آنے کے لیے درخواست دی اور ضروری سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ اس لیے یہ دونوں اپیلیں۔

ہم نے فریقین کے وکیل کو حد بندی کے ابتدائی معاملے پر کافی دیر تک سنا ہے۔ اپیل گزاروں کی جانب سے، حد بندی کی درخواست کے حوالے سے زور دیا گیا کہ اس معاملے کے حقائق اور حالات میں، مدعی حد بندی قانون کی دفعہ 14 کے فائدے کا حقدار نہیں ہے، اور اس لیے 4 جولائی 1940 کو اس عدالت میں مدعی کی نمائندگی پر مراج کے ضلعی جج کی عدالت میں جو مقدمہ دائر کیا گیا تھا، اسے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

حد بندی کے ذریعے روک دیا گیا تھا۔ متبادل طور پر، یہ استدلال کیا گیا کہ یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ نچلی عدالتیں مدعی کو اس دفعہ کا فائدہ دینے میں درست تھیں، مقدمہ کو حد بندی ایکٹ کے آرٹیکل 142 کے تحت 12 سال کی حد تک روک دیا گیا تھا، چاہے بنائے نالش 1910 میں، مذکورہ نارسو کی موت پر پیدا ہوا ہو، یا 1915 میں، جب مراج ریاست کی طرف سے حتمی حکم منظور کیا گیا تھا کہ دوبارہ شروع کی گئی جائیداد کو ریاست کی خاص جائیداد کا حصہ سمجھا جائے، جو کہ مقدمے کی کارروائی کی تاریخ تھی جیسا کہ شکایت میں الزام لگایا گیا ہے۔ مدعی مدعا علیہ کی جانب سے، یہ سختی سے دلیل دی گئی کہ نچلی عدالتیں یہ فیصلہ دینے میں درست تھیں کہ مدعی 31 جنوری 1929 کے درمیان ہر وقت کٹوتی کا حقدار تھا، جب مقدمہ اصل میں مراج میں منصف کی عدالت میں دائر کیا گیا تھا، اور 4 جولائی 1940، جب شکایت واپس کی گئی تھی اور اس کی نمائندگی کی گئی تھی۔ یہ بھی دلیل دی گئی کہ یہ عام بنیاد ہے کہ مقدمہ جیسا کہ اصل میں 31 جنوری 1929 کو دائر کیا گیا تھا، وقت کے اندر تھا حالانکہ وہ حد بندی کا آخری دن تھا۔ اگر مدعی کو لمٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کا فائدہ دیا جاتا ہے، تو حقیقت میں، مراج میں ضلعی عدالت میں مدعی کی نمائندگی پر مقدمہ وقت کے اندر رہو گا۔

ہماری رائے میں، حد بندی قانون کی دفعہ 14 کی توضیعات پر مبنی اپیل کنندہ کے تنازعات اچھی طرح سے قائم ہیں، اور مدعی مدعا علیہ کو اس دفعہ کا فائدہ دینے والے نچلی عدالتوں کے فیصلے کو درج ذیل وجوہات کی بنا پر واپس لیا جانا چاہیے: یکم جنوری 1926 کو ریاستی کراباڑی، مراج ریاست کے اعلامیے کے نفاذ سے پہلے، اس ریاست میں حدود کا قانون، یہ مشترکہ بنیاد تھی کہ مدعی کو 20 سال کی مدت کا فائدہ اس مدت کے طور پر حاصل تھا جس کے دوران بے دخلی کے بعد قبضے کے لیے مقدمہ دائر کیا جا سکتا تھا۔ اس اعلامیے کے ذریعے، "انڈین لمیٹیشن ایکٹ (IX، سال 1908) کو اس ریاست پر یکم فروری 1926 سے لاگو کیا گیا تھا، جو اس ترمیم کے تابع تھا کہ وہ تمام مقدمات جو ریاست کے پرانے قانون کے مطابق وقت پر ہوتے، لیکن انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے تعارف کے نتیجے میں حد سے روک دیے جاتے، اس طرح کے مقدمات کے قیام کی آخری تاریخ میں توسیع کرنے والے کچھ نوٹیفکیشن کی وجہ سے 31 جنوری 1929 تک دائر کیے جا سکتے تھے۔ لہذا، مراج میں منصف کی عدالت میں اس تاریخ کو دائر کیا گیا مقدمہ تسلیم شدہ طور پر وقت کے اندر تھا، اور انڈین لمیٹیشن ایکٹ کے تحت حدود کے قانون کے تابع تھا۔ 4 جولائی 1940ء کو جب مدعی کی عدالت نے مراج میں مدعی کی درخواست پر درخواست واپس کی اور 4 جولائی 1940ء کو مراج کے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں پیش کیا تو اس بات پر پابندی لگا دی گئی کہ حد بندی کی مدت 1910ء میں شروع ہوئی یا 1915ء میں۔ جب تک کیس کو لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کے اندر نہیں لایا جاتا۔ لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کی ذیلی شق (1)، جو تسلیم شدہ طور پر موجودہ کیس کو چلاتی ہے، ان شرائط میں ہے:

"(1). کسی بھی مقدمے کے لیے مقرر کردہ حد کی مدت کا حساب لگانے میں، وہ وقت جس کے دوران مدعی مناسب مستعدی کے ساتھ مقدمہ چلا رہا ہے، مدعا علیہ کے خلاف ایک اور دیوانی کارروائی، چاہے وہ پہلی بار کی عدالت میں ہو یا اپیل کی عدالت میں، خارج کر دی جائے گی، جہاں کارروائی بنائے نالش اسی مقصد پر مبنی ہے اور کسی ایسی عدالت میں نیک نیتی سے مقدمہ چلایا جاتا ہے جو دائرہ اختیار کی خرابی، یا اسی نوعیت کی دوسری وجہ سے، اس پر غور کرنے سے قاصر ہے۔

اپنے کیس کو مذکورہ بالا دفعہ کے اندر لانے کے لیے، مدعی کو مثبت انداز میں ظاہر کرنا ہوگا:

(1) کہ وہ مراج میں منصف کی عدالت میں پچھلے مقدمے کو پوری تندہی سے چلا رہا تھا،

(2) کہ پچھلا مقدمہ بنائے نالش اسی مقصد پر مبنی تھا،

(3) کہ اس عدالت میں نیک نیتی سے مقدمہ چلایا گیا تھا، اور

(4) کہ وہ عدالت دائرہ اختیار کے عیب یا اسی نوعیت کے دوسرے سبب کی وجہ سے اس مقدمے کی سماعت کرنے سے قاصر تھی۔

یہاں فریقین کے درمیان کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ شرائط (2) اور (4) مطمئن ہیں۔ لیکن فریقین پہلی اور تیسری شرائط کے حوالے سے مختلف ہیں۔ اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ نچلی عدالتوں نے خود کو غلط سمت دی ہے جب انہوں نے مشاہدہ کیا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ مدعی پہلے سے قائم کردہ مقدمے پر مستعدی سے مقدمہ نہیں چلا رہا تھا، یا یہ کہ اس پر نیک نیتی سے مقدمہ نہیں چلایا جا رہا تھا۔ کہ دفعہ کا تقاضہ ہے کہ مدعی کو مثبت طور پر یہ ظاہر کرنا چاہیے کہ پہلے سے قائم کردہ مقدمے پر نیک نیتی اور مستعدی سے مقدمہ چلایا جا رہا تھا؛ اور یہ کہ، اس روشنی میں دیکھا جائے تو، مدعی ان شرائط کو پورا کرنے میں ناکام رہا ہے۔

مقدمے کے اس حصے پر فاضل ٹرائل جج کا نتیجہ ان الفاظ میں ہے:-

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document

"اس لیے مدعی کی بدنیتی ثابت نہیں ہوئی ہے اور سابقہ مقدمے کی سماعت میں شامل مدت کو حد بندی قانون کی دفعہ 14 کے تحت خارج کیا جانا چاہیے۔"

عدالت عالیہ کے مشاہدات مندرجہ ذیل ہیں:-

"ہم مراج میں ماتحت جج کی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کے معاملے میں مدعی پر نیک نیتی یا کسی بدنیتی کا الزام لگانے کا اپنا طریقہ نہیں دیکھتے ہیں۔ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو یہ ظاہر کرے کہ وہ واقعی نیک نیتی کی کمی یا مراج کے ماتحت جج کی عدالت میں مناسب مستعدی کے ساتھ مقدمہ نہ چلانے کا مجرم تھا۔"

نچلی دونوں عدالتوں نے تنازعہ کو لمٹیشن ایکٹ کی دفعہ 14 کے تحت دیکھا ہے، گویا مدعاعلیہ کی طرف سے بدنیتی کا مظاہرہ کرنا مدعاعلیہ کا کام تھا جب اس نے پچھلا مقدمہ دائر کیا تھا اور اس عدالت میں کارروائی جاری رکھے ہوئے تھا۔ ہماری رائے میں، نیچے کی دونوں عدالتوں نے اس سوال پر خود کو غلط سمت میں پیش کیا ہے۔ اگرچہ وہ قیود کے لحاظ سے ایسا نہیں کہتے ہیں، لیکن ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے جنرل کلاز ایکٹ میں موجود "نیک نیتی" کی تعریف کو اس اثر پر لاگو کیا ہے کہ "کوئی کام نیک نیتی سے کیا گیا سمجھا جائے گا جہاں یہ حقیقت میں ایمانداری سے کیا جاتا ہے، چاہے وہ لاپرواہی سے کیا گیا ہو یا نہیں۔" لیکن انڈین لمیٹیشن ایکٹ نیک نیتی کی اپنی تعریف پر مشتمل ہے کہ "کوئی بھی ایسا کام نیک نیتی سے نہیں سمجھا جائے گا جو مناسب دیکھ بھال اور توجہ کے ساتھ نہ کیا جائے" (دفعہ 2(7))۔ لہذا ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا مراج میں منصف کی عدالت میں مقدمے کا قیام اور مقدمہ مناسب دیکھ بھال اور توجہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اسی مدعی کی طرف سے اسی عدالت میں دائر کیے گئے ٹکونی مقدمے میں، موضوع کی اہمیت کے بارے میں بیان موجود تھا، لیکن یہ مقدمے میں اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے نمایاں تھا جیسا کہ اصل میں مراج میں منصف کی عدالت میں دائر کیا گیا تھا۔ مدعی کی درخواست میں دعویٰ کردہ تمام حقائق، جو کہ عرضداشت کی واپسی کے لیے تھے، مقدمے کے قیام سے ہی مدعی کو معلوم تھے۔ 1940 میں کچھ بھی تازہ دریافت نہیں ہوا۔ دوسری طرف، ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ ٹکونی کا مقدمہ ٹرائل کورٹ نے قابلیت کی بنیاد پر خارج کر دیا تھا۔ مقدمہ اس لحاظ سے یکساں نوعیت کے تھے کہ دونوں میں تنازعہ ایک جیسا تھا۔ اپیل کنندہ۔ یہ دلیل کہ نومبر 1939 میں مدعی کا ٹکونی مقدمہ خارج ہونے پر، وہ، فطری طور پر، دوسرے مقدمے کے نتیجے کے بارے میں خوفزدہ ہو گیا، اور پھر مالیاتی اختیارِ سماعت کی بنیاد پر شکایت کی واپسی کے لیے عدالت کا رخ کیا، ثابت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہوتا ہے۔ مدعی ہر وقت جانتا تھا کہ مقدمے میں شامل جائیدادوں کی قیمت 5000 روپے سے کہیں زیادہ تھی جو ماتحت جج کی عدالت کے مالیاتی اختیارِ سماعت کی حد تھی۔ کیا شکایت میں مقدمے میں شامل جائیدادوں کی قیمت کا ذکر کرنے کی غلطی کو "نیک نیتی" کے معنی کے مطابق "مناسب دیکھ بھال اور توجہ" کی شرط کے اندر لایا جا سکتا ہے جیسا کہ حد بندی قانون میں سمجھا گیا ہے؟ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ان مقدمات میں سے ایک نہیں ہے جو عام طور پر شکایت میں دی گئی تشخیص پر نظر ثانی پر پیدا ہوتا ہے، مدعا علیہ کی طرف سے مقدمے کی سماعت کے لیے عدالت کے دائرہ اختیار کا مقابلہ کرنے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مدعا علیہ نے مقدمے کی سماعت کے لیے عدالت کے دائرہ اختیار میں اپنے تحریری بیان میں کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔ بظاہر، مدعی کے لیے کیس کو دوسری عدالت میں منتقل کرنے کی وجوہات تلاش کرنا مشکل تھا۔ سوال یہ نہیں ہے کہ آیا مدعی نے یہ بے ایمانی سے کیا یا اس سلسلے میں اس کے اعمال یا غلطی بدنیتی پر مبنی تھی۔ دوسری طرف، سوال یہ ہے کہ کیا مناسب دیکھ بھال اور توجہ دی جائے تو مدعی تقریباً 10 سال یا اس سے زیادہ انتظار کیے بغیر اس خامی کا پتہ لگا سکتا تھا۔ ٹرائل کورٹ نے مدعی کے اس الزام کی جانچ کی کہ اس کی غلطی اس کے وکیل کی غلطی کی وجہ سے تھی۔ جیسا کہ اس عدالت نے مشاہدہ کیا "وہ غلط قانونی مشورے کے پیچھے خود کو بچانے کے لیے یہ دلیل پیش کرتا ہے۔" اس عدالت نے مدعی کے خلاف اس دلیل کا جواب یہ مشاہدہ کرتے ہوئے دیا ہے کہ مدعی اس مقدمے میں کسی قانونی مشورے سے رہنمائی نہیں کر رہا تھا؛ کہ مدعی مکمل طور پر دونوں مقدمات میں اس کی طرف سے لکھا گیا تھا، اور یہ کہ اس نے خود ان مقدمات کو ٹرائل کورٹ میں ایک سینئر وکیل کے قابل انداز میں چلایا تھا۔ "لہٰذا عدالت صحیح طور پر اس نتیجے پر پہنچی کہ مدعی خود شکایت کا مسودہ تیار کرنے اور اسے عدالت میں پیش کرنے کا ذمہ دار ہے، اور یہ کہ اس معاملے میں کسی بھی وکیل کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس بات کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی کہ ان حالات میں مقدمے کے موضوع کی اہمیت کا ذکر ٹکونی مقدمے میں شکایت میں کیوں کیا گیا لیکن موجودہ مقدمے کے سلسلے میں شکایت میں کیوں نہیں کیا گیا۔

مدعی کی راہ میں ایک اور سنگین دشواری ہے۔ اس نے اس کیس کے ریکارڈ پر کوئی ثبوت نہیں لایا ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ دفعہ 14 کے مطابق "مناسب مستعدی" کے ساتھ پہلے سے قائم کردہ مقدمے کی سماعت کر رہا تھا۔ اس نے مراج میں سب جج کی عدالت میں فردِ احکامات یا کارروائی کے کچھ مساوی ثبوت ثبوت میں پیش نہیں کیے ہیں، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اس کی مناسب مستعدی کے باوجود، اس عدالت میں دس سال سے زیادہ عرصے تک مقدمہ زیر التوا رہا، اس سے پہلے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کہ اس نے سوچا کہ اس مقدمے کی سماعت اعلی مالیاتی اختیارِ سماعت کی عدالت میں کی جائے۔ لہذا، ہماری رائے میں، دفعہ 14 کے اندر کیس لانے کے لیے ضروری تمام شرائط مدعی کی طرف سے پوری نہیں کی گئی ہیں۔ اس قانونی حیثیت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ مدعی پر ان شرائط کو پورا کرنے کا بار ہے تاکہ وہ خود کو 31 جنوری 1929 اور 4 جولائی 1940 کے درمیان اس تمام مدت کی کٹوتی کا حقدار بنا سکے۔ یہ بھی واضح ہے کہ نچلی عدالتیں مقابلہ کرنے والے مدعاعلیہ سے اس کے برعکس ثبوت پیش کرنے کی توقع کرنے میں غلطی کر رہی تھیں۔ جب مدعی نے ابتدائی بار کو پورا نہیں کیا ہے جو اس پر اپنے کیس کو دفعہ 14 کے اندر لانے کے لیے عائد ہوتا ہے، تو بار مدعاعلیہ پر منتقل نہیں ہوگا، اگر یہ کبھی منتقل ہوتا ہے، تو اس کے برعکس ظاہر کرنے کے لیے۔ اس نتیجے کے پیش نظر، ہمارے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم اپیل گزاروں کی جانب سے اٹھائے گئے دوسرے دلیل پر یہ بیان کریں کہ دفعہ 14 کا فائدہ دینے کے بعد بھی، مقدمہ اب بھی حد بندی قانون کے آرٹیکل 142 کے تحت ممنوع ہے۔ یہ ایک سنجیدہ سوال ہے جس کا تعین کرنا پڑ سکتا ہے کہ یہ اگر اور کب ضروری ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر، یہ قرار پایا جانا چاہیے کہ مقدمہ حد کی وجہ سے روک دیا گیا ہے۔

اس کے مطابق، اپیلوں کی اجازت دی جاتی ہے اور مقدمہ پورے اخراجات کے ساتھ خارج کر دیا جاتا ہے۔ ایک سیٹ کو دونوں اپیلوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کیا جائے۔

اپیلیں منظور کی جاتی ہیں۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.10.14 13:23
I attest to the accuracy and integrity of this document